



سوال

(12) وراثت کے اسباب اور وراثاء کا بیان

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وراثت کے اسباب اور وراثاء کا بیان

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شرعاً وراثت یہ ہے کہ میت کا مال شریعت کے اصولوں کے مطابق زندہ شخص یا اشخاص کی طرف منتقل ہو جائے۔ اسباب میراث درج ذیل ہیں۔

1۔ رحم، یعنی قرابت نسبی، وہ لوگ جو قرابت داری کی وجہ سے وارث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ"

"اور رشتہ نالتے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ اولیٰ ہیں اللہ کے حکم میں۔ [1]"

اصحاب قرابت میت سے قریب کا رشتہ رکھتے ہوں یا دور کا وہ وارث ہوں گے بشرطیکہ اس کے آگے کوئی رکاوٹ بننے والا نہ ہو۔ یعنی قریب کے رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار وارث نہ ہوگا۔

رشتے دار وراثاء تین قسم کے ہیں۔ (1) اصول (2) فروع (3) اور حواشی۔

اصول سے مراد ہے باپ دادا پردادا اور پرتک۔

فروع سے مراد ہے: اپنی صلیبی اولاد اور بیٹیوں کی اولاد نیچے تک۔

حواشی کا مطلب ہے: بہن بھائی اور بھائی کے بیٹے نیچے تک اوپچے (خواہ سگے ہوں یا باپ دادا کے) اوپرتک اور ان کے بیٹے نیچے تک۔

2۔ نکاح: کسی مرد اور عورت کا شرعی طریقے سے عقد زوجیت میں منسلک ہونا اگرچہ خلوت کا موقع میسر نہ ہوا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عام ہے۔



وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَكْدَانٌ كَانِ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَكْدَانٌ كَانِ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَكْدَانٌ كَانِ ... ۱۲ ...
سورۃ النساء

"تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑیں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھوں آدھ تمہارا ہے اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوڑے ہوئے مال میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ اس وصیت کی ادائیگی کے بعد جوہ کر گئی ہوں یا قرض کے بعد۔ اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لئے چوتھائی ہے، اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصیلے گا،" [2]

محض عقد نکاح کے سبب خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے ترکہ کے وارث ہوں گے۔ اسی طرح زوجین طلاق رجعی کی عدت میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے کیونکہ طلاق رجعی کی عدت میں زوجیت قائم رہتی ہے۔ واضح رہے کہ نکاح کی تعریف میں شرعی کی قید لگانے سے غیر شرعی نکاح خارج ہو گیا جو فاسد ہے اور اس سے وارثت بھی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ایسا نکاح کالعدم ہے۔

3- ولاء: شرعاً ایسی میراث ہے جو مالک کو اپنے آزاد کردہ غلام کی موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اسے "عصوبۃ سببیتہ" کہا جاتا ہے۔

ولاء کے سبب آزاد کرنے والا اپنے آزاد کردہ کا وارث ہوتا ہے اس کے برعکس نہیں۔ اور اگر "معتق" یعنی آزاد کرنے والا زندہ نہ ہو تو اس کے عصبات بالنفس (بیٹے، باپ، بھائی اور چچا) آزاد کردہ کی ولاء (ترکہ) لیں گے عصبہ بالغیر یا عصبہ مع الغیر وارث نہ ہوں گے۔

ولاء کے سبب وارث ہونے کی دلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"أَوْلَاءُ نَحْوِ نَحْوِ أَهْلِ"

"ولاء کا تعلق نسبی تعلق کی طرح ہے۔" [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا أَوْلَاءُ الْمُنَّ الْمُعْتِقُ"

"ولاء صرف اسے ملتی ہے جو آزاد کرے۔" [4]

جنس کے اعتبار سے ورثاء کی اقسام

جنس کے اعتبار سے ورثاء دو طرح کے ہوتے ہیں۔ مرد اور عورت۔ مرد ورثاء درج ذیل ہیں:

1- بیٹا پلٹنیچے تک۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يُصِيبُكَمُ اللَّهُ بِأَوَّلِكُمْ لِلَّذِي كَرِهْتُمْ لِأَوْلَادِكُمْ إِذَا مَاتَ إِنْ لَكُمْ مِنْكُمْ مِيرَاثٌ ... ۱۱ ... سورۃ النساء

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔" [5]



6- خاوند: ارشاد الہی ہے :

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَوْلَاؤُكُمْ... ۱۲ ... سورة النساء

"تمہاری بیویاں جو کو کچھ چھوڑیں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھا حصہ تمہارا ہے۔" [10]

7- صاحب ولاء آزاد کرنے والا یا اس کے عصبیات آزاد کردہ کے وارث ہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔

"أَوْلَاءُ نُوْحٍ هِيَ الْاَنْسَابُ"

"ولاء بھی نسب کی طرح کا ایک تعلق ہے۔" [11] نیز فرمایا :

"إِنَّمَا أَوْلَاءُ الْمُنَافِقِينَ"

"ولاء کا حقدار وہ ہے جو آزاد کرنے والا ہے۔" [12]

ورثاء عورتیں درج ذیل ہیں :

1- بیٹی اور بیٹے کی بیٹی اگرچہ بیٹا نیچے تک ہو۔ فرمان الہی ہے :

لَوْ صِيغَ اللَّذَنِي أَوْلَاؤُكُمْ لَلَّذِي كَرِهْتُمْ خَيْرًا أَلَيْسَ فَاِنَّ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اُمَّتَيْنِ فَلَهُنَّ مِمَّا تَرَكَ وَالْاَنْسَابُ... ۱۱ ... سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو

تہائی ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے" [13]

2- ماں، دادی اور نانی: ارشاد الہی ہے :

فَاِنَّ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَاَرْثُهُ لَوَاةٌ فَلِاٰتِمَةِ الشُّرْطِ فَاِنَّ كَانَتْ لِرَاْحِمَةٍ فَلِاٰتِمَةِ الشُّرْطِ... ۱۱ ... سورة النساء

"اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا (حصہ) ہے۔" [14]

سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"الْبَيْتَةُ الشُّرْطِ اِذَا لَمْ يَكُنْ وَاَرْثُهُ"

"دادی نانی کو صرف چھٹا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت کی ماں زندہ نہ ہو۔" [15]

3- یعنی بہن، علاقہ بہن اور انجانی بہن: ارشاد الہی ہے :



اصحاب النراض وراثت کی تعداد بارہ ہے جن میں چار مرد یعنی باپ دادا، خاوند اور انجانی بھائی ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں۔ یعنی ماں، دادی (دادی کے ساتھ نانی بھی شریک ہے) بیوی، بیٹی پوتی، انجانی بن، عینی بن اور علاق بن اب ہم ہر صاحب فرض کے حصے کی تفصیل سے آپ کو آگاہ کریں گے۔

خاوند اور بیوی کی میراث کا بیان

خاوند نصف ترکہ کا حقدار ہے بشرطیکہ اس کی فوت شدہ بیوی کی اپنی اولاد نہ ہو یا بیٹے کی اولاد نہ ہو اور وہ چوتھائی ترکہ کا حقدار ہے جب اس کی فوت شدہ بیوی کی اولاد ہو یا اس کے بیٹے کی اولاد ہو۔ [20] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَكُمْ النِّصْفُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ مَنَعَتْكُمْ إِسْتِغْنَاءُ بَنِيكُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيهِمْ وَرِثَةٍ مِنْهُمْ بِمَا وَرِثُوا مِنْ آبَائِهِمْ وَإُمَّتِهِمْ... سورة النساء ۱۲

"تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ مر میں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھا (نصف) تمہارا ہے۔" اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کو چھوڑے ہوئے مال میں سے تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے اس وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئی ہوں یا قرض کے بعد۔ [21]

بیوی (ایک ہو یا زیادہ) کے لیے ترکہ کا چوتھائی حصہ ہے بشرطیکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد نہ ہو اور وہ آٹھویں حصے کا حقدار ہے جب کہ اس کے فوت شدہ خاوند کی اپنی صلیبی اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو۔ [22]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَمَنْ تَرَكَ ابْنًا وَابْنَةً فَالْبَنُ وَالْبَنَاتُ نِصْفُ مَا تَرَكَ إِنْ مَنَعَتْهُمُ إِسْتِغْنَاءُ بَنِيهِمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيهِمْ وَرِثَةٍ مِنْهُمْ بِمَا وَرِثُوا مِنْ آبَائِهِمْ وَإُمَّتِهِمْ... سورة النساء ۱۲

"اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لیے چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔ اور اگر تمہاری اولاد ہو انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔" [23]

باپ اور دادا کی میراث کا بیان

میت کا باپ وارث ہو تو دادا ترکہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

باپ ہو یا دادا ذی فرض کی حیثیت سے اسے صرف چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی مذکور اولاد ہو (خواہ مونث اولاد ہو یا نہ ہو) جیسے بیٹا اور پوتا وغیرہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَالْأَوْلَادُ لِلْأَبِ إِنْ كَانَ لَبْنٌ وَاللَّوْنَةُ لِلْأُمِّ إِنْ كَانَ لَبْنٌ... سورة النساء ۱۱

"اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے۔ اگر اس (میت) کی اولاد نہ ہو۔ [24]

باپ ہو یا دادا اسے صرف عصبہ کی حیثیت سے باقی ترکہ ملے گا بشرطیکہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا اور پوتی) نہ ہو۔ ارشاد الہی ہے :

وَلَدًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ الْوَالِدَاتُ فَالْأُمَّةُ... سورة النساء ۱۱



"اور اگر میت کے لیے اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔" [25]

اس آیت میں میت کے ترکہ کا وارث والدین کو قرار دیا۔ پھر ماں کا حصہ (ایک تہائی) مقرر کر دیا جبکہ باپ کا حصہ مقرر نہیں کیا لہذا ثابت ہوا کہ باپ عصبہ کی حیثیت سے باقی سارا ترکہ لے گا۔

باپ یا دادا کو ذی فرض اور عصبہ دونوں حیثیتوں سے حصہ ملے گا۔ ذی فرض کی حیثیت سے چھٹا اور مزید عصبہ کی حیثیت سے اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال مل جاتا ہے بشرطیکہ میت کی صرف مونث اولاد یعنی بیٹی یا پوتی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"انظر الفرائض یاہنا، فابقی فاولادہ زجل ذکر"

"اصحاب الفرائض کو ان کے حصے ادا کرو۔ پھر جو مال بچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کو دو۔" [26]

واضح رہے بیٹے اور پوتے کے بعد باپ ہی میت کے قریب ترین ہے۔

مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ باپ کی تین حالتیں ہیں (1) میت کے بیٹے یا پوتے کی موجودگی میں صرف صاحب فرض ہوگا۔ (2) میت کے بیٹے یا پوتے کے نہ ہونے کی حالت میں صرف عصبہ ہوگا۔ (3) صاحب فرض اور عصبہ ہوگا جبکہ میت کی اولاد میں بیٹی یا پوتی ہو۔

مذکورہ تین صورتوں میں دادا باپ کی طرح ہے جبکہ باپ زندہ نہ ہو۔ نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

دادا کے باب میں ایک چوتھی اضافی حالت بھی ہے وہ یہ کہ جب دادا وارث بن رہا ہو اور اس کے ساتھ میت کے بیٹے (سگے) یا علاقائی (پدری) بھائی یا بہنیں ہوں تو دادا انہیں محروم کر دے گا جیسا کہ باپ انہیں محروم کر دیتا ہے یا دادا ایک بھائی کے برابر حصہ لے گا۔ اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

علماء کی ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ دادا بھائی کے برابر حصہ لے گا کیونکہ دونوں باپ کے واسطے سے میت کی قرابت میں برابر ہیں دادا باپ ہے جب کہ بھائی باپ کے بیٹے ہیں لہذا میراث میں بھی سب برابر ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی رائے ہے۔ آئمہ کرام میں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف : اور امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ ان حضرات نے مختلف دلائل توجیہات اور قیاسات سے استدلال کیا ہے جو کتب مطولہ میں موجود ہیں۔

علمائے کرام کے دوسرے فریق کی رائے یہ ہے کہ باپ کی طرح دادا بھی بھائی بہنوں کو ترکہ سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ رائے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت اسی کی تائید میں ملتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسلک کی تائید میں نہایت قوی اور کثیر دلائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نزدیک یہ رائے پہلی رائے سے قوی تر ہے۔ [27]

ماں کی میراث کا بیان



ماں کے حصہ پانے کی تین صورتیں ہیں۔

1- دو حالتوں میں ہجھٹا حصہ لیتی ہے۔

1- جب میت کی مذکریا مومنٹ اولاد ہو جو وراثت کی حقدار ہو یا بیٹے کی اولاد ہو۔

2- جب میت کے کسی بھی قسم کے دو یا زیادہ بھائی، بہنیں ہوں خواہ وہ وارث ہوں یا نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلَا تَحِبُّوا لِحَبِيبِهَا الشُّدُسُ مَا تَرَكَ ابْنُ كَان لَدُوْكَ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَدُوْكَ وَوَرِثَتْهُ الْاُخُوَّةُ فَلِاَخُوْتِهِ الشُّدُسُ ... ۱۱ ... سورۃ النساء

"اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا ہجھٹا حصہ ہے۔ اگر اس (میت) کی اولاد ہو، اگر نہ ہو۔ اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ ہاں! اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا ہجھٹا حصہ ہے۔ [28]

2- ماں کو کل مال کا ایک تہائی حصہ ملے گا جبکہ مندرجہ بالا دونوں حالتیں نہ ہو۔ یعنی نہ تو میت کی اپنی صلیبی اولاد۔ اور نہ بیٹے کی اولاد ہے اور نہ ہی میت کے بھائی، بہن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَدُوْكَ وَوَرِثَتْهُ الْاُخُوَّةُ فَلِاَخُوْتِهِ الشُّدُسُ ... ۱۱ ... سورۃ النساء

"پس اگر اولاد نہ ہو، اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ ہاں! اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا ہجھٹا حصہ ہے۔ [29]

3- ماں کو باقی ماندہ ترکہ میں سے ایک تہائی ملے گا جبکہ دو صورتوں "عمریتین" میں سے کوئی ایک صورت ہو جو یہ ہیں۔

(ا) خاوند، ماں، اور باپ (یہ مسئلہ ہجھ کے عدد سے بنے گا۔)

(ب) بیوی، ماں اور باپ (یہ مسئلہ چار کے عدد سے بنے گا۔)

اس مسئلہ کو "عمریتین" اس لیے کہا جاتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں فیصلہ دیا کہ ماں کے لیے زوجین میں سے کسی ایک کی موجودگی میں "ثلث ما بقی" ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ماں کے لیے 'ثلث ما بقی' کا حصہ نہایت درست ہے کیونکہ صرف والدین کے وارث ہونے کی صورت میں قرآن نے ماں کو تہائی حصہ دیا ہے۔ اگر زوجین میں سے کوئی شامل ہو تو اسے اس کا حصہ دے کر باقی والدین کا ہے تو اسے اصل کی طرح ہی تقسیم کریں گے جیسا کہ میت پر قرض ہو یا اس نے وصیت کی ہو تو پہلے اسے ادا کریں گے پھر باقی مال تین حصے کر کے تقسیم کریں گے کہ ماں کو ایک حصہ اور باپ کو دو حصے ملیں گے۔" [30]

جدہ صحیحہ (دادی نانی) کی میراث کا بیان

جدہ صحیحہ سے مراد وہ عورت ہے جس کی میت کے ساتھ قرابت بواسطہ جد فاسدہ [31] نہ ہو مثلاً: نانی پر نانی یا دادی پر دادی وغیرہ۔ اور اگر کسی کی میت کے ساتھ قرابت بواسطہ جد



فاسد ہو تو وہ جدہ فاسدہ ہے جو وارث نہ ہوگی کیونکہ وہ ذوی الاحرام میں شامل ہے۔ مثلاً: ماں کے باپ (نانا) کی ماں وغیرہ۔

جدہ جو وارث بن سکتی ہے اس کا ضابطہ یہ ہے کہ میت سے اس کی قرابت صرف مؤنثوں کے ذریعے سے ہو جیسے نانی پر نانی وغیرہ یا اس کی قرابت صرف مذکر کے ساتھ ہو جیسے دادی پر دادی وغیرہ۔

جدہ جو وارث نہیں بن سکتی اس کا ضابطہ یہ ہے کہ قرابت مذکر کے ذریعے سے ہو جیسے ماں کے باپ کی ماں (ماں کی دادی) یا (دادی کی دادی) دوسرے الفاظ میں، وہ عورت جس کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے دو مؤنثوں کے درمیان ایک مذکر ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر جدہ صحیحہ وارث ہوگی جبکہ جدہ فاسدہ وارث نہ ہوگی۔

جدہ صحیحہ کے وارث ہونے کی دلیل سنت رسول اور اجماع ہے۔

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی میت کی نانی حاضر ہوئی اور اس نے اپنے حق میراث کی مقدار پوچھی تو آپ نے فرمایا: کتاب اللہ میں تیرا حصہ کچھ نہیں ہے اور نہ میرے علم کے مطابق سنت رسول میں تیرا حصہ ہے ہاں تو واپس چلی جائیں لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کروں گا، جب لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس مجلس میں موجود تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی نانی کو پچھٹا حصہ دیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر وہی بات کہی جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی تھی چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم جاری کر دیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس کسی اور میت کی وادی آئی جو اپنی میراث کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے کتاب اللہ میں علیحدہ کوئی حصہ نہیں۔ اور جو پہلے فیصلہ کیا گیا ہے وہ تیری غیر کے لیے ہے اور میں وراثت میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کر سکتا۔ بس وہی پچھٹا حصہ ہی ہے جو تم دونوں (نانی دادی) کو ملے گا اگر تم اٹھی ہو اور اگر تم میں سے کوئی ایک اکتلی وارث ہو تو وہ حصہ اسی کو مل جائے گا۔ [32]

اس طرح سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کے لیے پچھٹا حصہ مقرر کیا جب میت کی ماں نہ ہو۔ [33]

ان دو روایتوں سے ثابت ہوا کہ جدہ صحیحہ کے لیے میراث میں سے پچھٹا حصہ ہے جیسا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ اس (جدہ) کے لیے کتاب اللہ میں کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ قرآن میں مذکورہ ماں کنی قیود کے ساتھ مقتید ہے جو کہ قرابتی ماں کے ساتھ حکم خاص کرتی ہے جدہ (دادی نانی) کو اگرچہ ماں کہا گیا ہے مگر وراثت میں مذکورہ جدہ ماں کے حکم میں داخل نہیں جبکہ قرآن میں مذکورہ "حُرْمَتٌ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ" میں (دادی نانی) شریک ہیں۔ [34] لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (جدہ) کو سدس (پچھٹا حصہ) دیا ہے۔

اسی طرح جدہ کی میراث علمائے امت کے اجماع سے ثابت ہے نانی دادی کے حق میراث میں تو کسی صاحب علم کا اختلاف نہیں البتہ ان دونوں کے علاوہ میں اختلاف ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علماء کی ایک جماعت کا فرمان ہے۔ ایک درجہ کی جدہ صحیحہ ایک ہو یا زیادہ تمام کی تمام وارث ہوں گی البتہ ان کے نزدیک جدہ فاسدہ وارث نہیں مثلاً: نانا کی ماں، بعض علماء نے تین جدات کو وارث قرار دیا ہے اور وہ ہیں نانی اور دادی اور دادا کی ماں۔

جدہ صحیحہ کے وارث ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ ماں زندہ نہ ہو کیونکہ میت اور جدہ (نانی) کے درمیان ماں واسطہ ہے اور واسطہ دور کے رشتہ والے کو محروم کر دیتا ہے الایہ کہ شریعت نے جسے مستثنیٰ قرار دیا ہو۔ [35] اہل علم کا اجماع ہے کہ ماں ہر قسم کی جدات کو محروم کر دیتی ہے۔



جدات میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ :-

جب جدہ ایک ہو اور میت کی ماں زندہ نہ ہو تو وہ ہتھکا حصہ لے گی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ یاد رہے جدہ کا حصہ چھٹے سے زیادہ نہ ہوگا۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ جب میت کی اولاد نہ ہو اور دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن نہ ہوں تو جدہ کو (ماں کی طرح) ایک تہائی ترکہ لے گا لیکن یہ قول شاذ اور ناقابل اعتماد ہے۔

(1)۔ اگر ایک سے زیادہ جدات ہوں جو ایک درجے کی ہوں تو وہ سب چھٹے حصے میں برابر کی شریک ہوں گی کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے ایسا ہی فیصلہ دیا تھا، اس لیے کہ وہ ایک سے زیادہ تھیں اور کوئی مذکر ان کے ساتھ شریک نہیں تھا، لہذا (زیادہ) بیویوں کی طرح وہ بھی (ایک ہو یا زیادہ) برابر ہیں اور پھر ترجیح دینے والا قرینہ بھی نہیں ہے۔

(2)۔ اگر زیادہ جدات ہوں تو جو میت کے قریب تر ہوں گی وہ چھٹے حصے کی وارث ہوں گی۔ وہ ماں کی جانب سے ہوں یا باپ کی جانب سے اور دور کے رشتے والی جدات محروم ہوں گی۔

(3)۔ میت کی دادی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث ہوگی۔ اس طرح دادے کی ماں دادے کی موجودگی میں وارث ہوگی ساقط نہ ہوگی اور یہ عام قاعدے کے خلاف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کسی واسطے سے میت سے قرابت رکھے تو وہ واسطے دور والے کو محروم کر دے گا، چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باپ کی موجودگی میں دادی کے حصے کے بارے میں روایت ہے کہ "یہ پہلا واقعہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی دادی کو باپ کی موجودگی میں ہتھکا حصہ دیا تھا۔" [36]

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جدہ اپنے واسطے کی میراث نہیں سمیٹ رہی کہ اس کی موجودگی میں اسے محروم قرار دیا جائے۔" [37]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے یہ کہا کہ جو شخص کسی کے واسطے سے وارث ہوگا وہ اس واسطے کی موجودگی میں ترکہ سے محروم ہوگا اس کا قول باطل ہے کیونکہ کبھی کوئی واسطے کی موجودگی میں اپنا حصہ لیتا ہے جیسے اخیانی بھائی اور بہن ماں کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں حالانکہ یہ ماں ان کے اور میت کے درمیان واسطے ہے۔ اسی طرح کبھی کوئی واسطے نہیں ہوتا، پھر بھی محروم کر دیتا ہے جیسے پوتہ اپنے چچے کو یا بھتیجا میت کے چچے کو محروم کر دیتا ہے۔ تو اصل قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی کی میراث کا وارث ہو وہ اقرب شخص کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جاتا ہے۔۔۔ جدہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے، لہذا اس کی موجودگی میں ساقط، یعنی محروم ہوگی اگرچہ وہ ماں کے واسطے سے حصہ نہیں لے رہی۔" [38]

بیٹی اور پوتی کی میراث کا بیان

جب بیٹی اکیلی ہو تو وہ دو شرطوں کے ساتھ نصف ترکہ کی حقدار ہے۔

1۔ اس کے ساتھ اس کی دوسری کوئی بہن نہ ہو۔

2۔ اس کو عصبہ بنانے والا کوئی بھائی بھی نہ ہو۔ دلیل اس کی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يُصِيحُّمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ الْإُنثَىٰ فَإِنَّ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَيْنِ فَلَهُنَّ مِثْلُ مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ... ۱۱ ... سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے" [39]



یٰ صبیحۃ اللہ! انی اؤیو کم للذکر مثل حظ الاثمنین فان کن نساء فوَقَّ اثنتین فلھن مثل ما ترک ... ۱۱ ... سورۃ النساء

میں تینوں کلمات، یعنی: (اُولَادِ)، (کُنْ) اور (نِساء) جمع استعمال ہوئے ہیں، اس لیے یہاں (فَوَقَّ اثْنَتَيْنِ) ہی مناسب کلمات تھے جو استعمال کیے جاتے۔

ایک جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لڑکے کے حصہ دو لڑکیوں کے مساوی رکھا ہے۔ جب ایک لڑکا دو تہائی لے لیتا ہے تو ایک لڑکی کے لیے ایک تہائی باقی بچتا ہے۔ تو اس سے واضح ہو گیا کہ دو لڑکیوں کا حصہ دو تہائی ہے کیونکہ اگر ایک لڑکی بھائی کے ساتھ مل کر ایک تہائی لیتی ہے تو ایک بہن کے ساتھ ایک تہائی حصہ زیادہ لائق ہے۔ اس میں ادنیٰ کے ساتھ اعلیٰ پر تشبیہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی کی میراث نساء ذکر کی تو دو لڑکیوں کی میراث تشبیہاً ذکر کر دی۔ کلمہ (فَوَقَّ اثْنَتَيْنِ) سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ بیٹیاں دو سے زیادہ بھی ہو جائیں تو ان کا حصہ نہیں بڑھتا۔

(2)۔ دو بیٹیاں دو بیٹیوں کی طرح دو تہائی کی مستحق ہیں۔ وہ دو سگی بہنیں ہوں (یا سوتیلی بہنیں) یا ایک درجے کی دو بچا زاد بہنیں۔ ان کو حقیقی بیٹیوں پر قیاس کرتے ہوئے دو تہائی وراثت کا حصہ لے گا کیونکہ بھوتی بھی حقیقی (صلبی) بیٹی کی طرح ہے لیکن اس میں تین شرطیں ہیں:

1۔ بیٹیاں دو یا زیادہ ہوں۔

2۔ کوئی عاصب نہ ہو، یعنی پوتا جو اس کا بھائی ہو یا ان کے چچا کا بیٹا جو ان کے درجے کا ہو۔

3۔ ان سے اعلیٰ درجے کی اولاد نہ ہو جو میت کے قریب ہو مثلاً: بیٹا، بیٹی، پوتا۔ واللہ اعلم

یعنی (سگی) اور علاقائی (پدری) بہنوں کی میراث کا بیان

اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء کے آخر میں یعنی اور علاقائی بہنوں کا حصہ وضاحت سے یوں بیان فرمایا ہے:

لَسْتُمْ فِي عِلَّتِكُمْ فِي الْكَلْبِ الْاِنْ امْرَاً بَلَك لَيْسَ لَكُمْ ذُوْلَةٌ وَاَنْتُمْ قَلْبًا نَصْفٌ مَّا تَرَكَ وَاَنْتُمْ شَاهِلَانِ لَمْ يَكُنْ لَنَا وَاَنْتُمْ قَالَانِ كَاتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الْاَنْتَانِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانَا اَوْ اَخُوْتًا رَجَالًا وَاَنْتُمْ فَلَهُمْ مِثْلُ حَظِّ الْاَثْمَيْنِ يَبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَصِلُوْا وَاَللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ... ۱۷۶ ... سورۃ النساء

"آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر کئی شخص اس ناطے کے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کے لئے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے" [42]

اور انیابی بہنوں کی میراث کا ذکر شروع سورت میں ان الفاظ میں فرمایا:

اِنْ امْرَاً بَلَك لَيْسَ لَكُمْ ذُوْلَةٌ وَاَنْتُمْ قَلْبًا نَصْفٌ مَّا تَرَكَ وَاَنْتُمْ شَاهِلَانِ لَمْ يَكُنْ لَنَا وَاَنْتُمْ قَالَانِ كَاتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الْاَنْتَانِ مِمَّا تَرَكَ ... ۱۷۶ ... سورۃ النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں" - [43]



(3)۔ سگی بہن نصف ترکہ کی حقدار ہے جب اس میں درج ذیل چار شرائط جمع ہوں :

1۔ اس کے ساتھ عاصب، یعنی اس کا سگا بھائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلْيَذْكُرُوا مِثْلَ نَحْوِ الْأُمَّتَيْنِ ... ۱۷۱ ... سورة النساء

"اور اگر کئی بھائی بہن، یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے مثل حصہ ہے۔ [44]"

2۔ وہ اکیلی ہو اس کے ساتھ کوئی دوسری سگی بہن شریک نہ ہو۔ ارشاد الہی ہے :

إِن مَرُؤًا بَلَكَ لَيْسَ لَهَا وَلَدٌ وَلَا أُخْتُ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَبُيْرُهَا إِن لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتْ إِثْمَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّكْرَانِ مِمَّا تَرَكَ ... ۱۷۱ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے پھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل پھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا" [45]

3۔ میت کا باپ وارث نہ ہو اور صحیح قول کے مطابق دادا بھی وارث نہ ہو۔

4۔ میت کی اولاد: بیٹا، بیٹی یا پلوتا، پوتی وغیرہ (وارث) نہ ہو۔ تیسری اور چوتھی شرط کی دلیل یہ ہے کہ یہاں بھائی اور بہن کلالہ کے وارث بن رہے ہیں اور کلالہ وہ ہوتا ہے جس کا والد اور اولاد موجود نہ ہو۔

(4)۔ عطا کی بہن نصف ترکہ کی حقدار ہے جب درج ذیل پانچ شرائط موجود ہوں۔ چار شرائط تو وہی ہیں جو سگی بہن کی میراث کے تحت ابھی بیان ہوئی ہیں اور پانچویں شرط یہ ہے کہ میت کا کوئی سگا بھائی یا سگی بہن نہ ہو کیونکہ سگے بھائی بہن کا رشتہ عطا کی بہنوں کی نسبت قوی تر ہے۔

(5)۔ سگی بہنیں دو یا زیادہ ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَإِن كَانَتْ إِثْمَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّكْرَانِ مِمَّا تَرَكَ ... ۱۷۱ ... سورة النساء

"پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل پھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا" [46]

دو تہائی ترکہ لینے کی چار شرائط ہیں :

1۔ وہ تعداد میں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ آیت: (فَإِن كَانَتْ إِثْمَتَيْنِ) سے استدلال ہے۔

2۔ ان کو عصبہ بنانے والا ان کا سگا بھائی موجود نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلْيَذْكُرُوا مِثْلَ نَحْوِ الْأُمَّتَيْنِ ... ۱۷۱ ... سورة النساء

"اور اگر کئی بھائی بہن، یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے مثل حصہ ہے۔ [47]"



3- میت کی وارث اولاد (بیٹا، بیٹی یا پوتہ، پوتی) موجود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِن مَرُؤًا بَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَوَلَدٌ لَّأُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَبُيُوتُهُنَّ لِلَّذِينَ لَمْ يَكُن لهنَّ وَاوْلَادٌ فَان كَاتنَّ ائْتِن فَلهنَّ النِّصْفَانِ مَا تَرَكَ ... ۱۷۶ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا" [48]

4- میت کا باپ اور دادا موجود نہ ہو یا وارث نہ ہو۔

(6)۔ علاقہ بنسب دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کا مجموعی حصہ دو تہائی ہے کیونکہ آیت کلامہ کے مضموم عام میں وہ بھی بالاجماع شامل ہیں، چنانچہ فرمان الہی ہے :

إِن مَرُؤًا بَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَوَلَدٌ لَّأُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَبُيُوتُهُنَّ لِلَّذِينَ لَمْ يَكُن لهنَّ وَاوْلَادٌ فَان كَاتنَّ ائْتِن فَلهنَّ النِّصْفَانِ مَا تَرَكَ ... ۱۷۶ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا" [49]

یاد رہے ان کا دو تہائی حصہ تب ہے جب پانچ شرائط موجود ہوں۔ چار شرائط تو وہی ہیں جو سگی بہنوں کے بیان میں گزر چکی ہیں اور پانچویں شرط یہ ہے کہ میت کے سگے بھائی یا سگی بہنیں موجود نہ ہوں۔ اگر سگے بھائی یا سگی بہنیں ایک ہوں یا زیادہ ہوں تو علاقہ بنسب دو تہائی کی وارث نہ ہوں گی۔ اگر ایک سگے بھائی یا دو سگی بہنیں ہوں تو یہ محروم ہو جاتی ہیں الا یہ کہ علاقہ بنسب کے ساتھ علاقہ بھائی ہو تو وہ عصبہ بن کر حصہ لیں گی (جو ایک تہائی ہوگا)۔ اگر سگی بہن ایک ہو تو وہ نصف ترکہ لے گی اگر اس کے ساتھ ایک یا زیادہ علاقہ بنسب ہوں تو ان کا حصہ چھٹا ہوگا تاکہ وہ تہائی مکمل ہو۔

(7)۔ اگر ایک بیٹی ہو اور اس کے ساتھ ایک یا زیادہ تعداد میں پوتیاں ہوں تو بیٹی کو نصف اور پوتیوں کو (دو تہائی مکمل کرنے کے لیے) چھٹا حصہ ملے گا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ دیا تھا اور فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ بیٹی کے لیے نصف ہے اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہے دو مثلث مکمل کرتے ہوئے اور چونچ جائے وہ بہن کا ہے۔" [50]

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بیٹیاں ایک سے زائد ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِن مَرُؤًا بَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَوَلَدٌ لَّأُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَبُيُوتُهُنَّ لِلَّذِينَ لَمْ يَكُن لهنَّ وَاوْلَادٌ فَان كَاتنَّ ائْتِن فَلهنَّ النِّصْفَانِ مَا تَرَكَ ... ۱۷۶ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا" [51]

فَان كُن نِسَاءً فَوْقَ ائْتِن فَلهنَّ النِّصْفَانِ مَا تَرَكَ ... ۱۱ ... سورة النساء

"اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا۔" [52]

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بیٹی کا نصف اور پوتی کا چھٹا حصہ مجموعی طور پر دو تہائی بنتا ہے، البتہ اس میں دو شرطیں ہیں :



1- میت کی پوتی کے ساتھ اس کے درجے کا پلتانہ ہو۔

2- اقرب اور اعلیٰ اولاد، یعنی یتانہ ہو۔

(8) - علاقائی بہن بھی ایک سگی بہن کی موجودگی میں (دو تہائی کی تکمیل کے لیے) چھٹا حصہ لیتی ہے۔ اس پر علماء کا اجماع ہے نیز علاقائی بہن کو پوتی پر قیاس کیا گیا ہے، البتہ علاقائی بہنیں چھٹا حصہ تب لیں گی جب دو شرطیں موجود ہوں۔

1- علاقائی بہن ایک سگی بہن کے ساتھ ترکہ میں شریک ہو جو نصف لے رہی ہو۔ اگر سگی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو علاقائی بہن محروم ہو جاتی ہے کیونکہ دو تہائی حصہ انہی پر مکمل ہو چکا ہے۔

2- میت کی علاقائی بہن کے ساتھ علاقائی بھائی نہ ہو جو اسے عصبہ بنا دے۔ اگر علاقائی بہن کے ساتھ اس کا بھائی موجود ہو تو سگی بہن کو اس کا حصہ نصف ترکہ دے کر باقی نصف ترکہ ان میں (فَلذَکَرِ مِثْلُ نِظَرِ الْأُنثٰی) کے مطابق تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم۔

بیٹیوں کی موجودگی میں بہنوں کا حصہ

اور

انحیانی بھائی بہن کی میراث کا بیان

جب میت کی ایک یا زیادہ بیٹیوں کے ساتھ ایک یا زیادہ سگی یا پدری بہنیں موجود ہوں تو بیٹیاں اپنا مقررہ حصہ دو تہائی (3/2) لیں گی اور جو باقی بچے گا وہ جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سگی بہنوں کو اگر وہ نہ ہوں تو علاقائی (پدری) بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ کی حیثیت سے ملے گا۔ (فقہائے کرام اسے عصبہ مع الغیر کہتے ہیں۔) اس کی دلیل صحیح بخاری کی روایت ہے :

"سل ابو موسیٰ عن بنت وایہ ابن و آخت قتال لہنت النصف ولاخت النصف و آت ابن مسعود فیما یعنی فضل ابن مسعود و آخیر بقول ابی موسیٰ قتال لہ ضللت إذا وانا من المرءین انھی فیما ہا قتی صلی اللہ علیہ وسلم لاییر النصف ولا یراہ ابن الحدس بحملہ العقیقین و ما یقی قلات " "

"سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیٹی، پوتی اور بہن تینوں میں ترکہ تقسیم کیسے ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: بیٹی اور بہن دونوں کو نصف نصف ترکہ ملے گا اور پوتی محروم ہوگی، پھر سال سے کہا تم یہی مسئلہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو، نیز انہیں میرے فتوے سے بھی آگاہ کرنا، امید ہے وہ میری تائید فرمائیں گے، چنانچہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فتویٰ سن کر فرمایا: اگر میں بھی یہی فتویٰ دوں تو گمراہ ہوں گا ہدایت یافتہ نہ رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ بیٹی کا حصہ نصف اور پوتی کا حصہ چھٹا حصہ ہے۔ (تا کہ دو ٹولٹ مکمل ہو) جبکہ باقی ترکہ (ایک تہائی) بہن کا ہے۔" [53]

اس روایت سے واضح ہوا کہ جب بیٹی اور پوتی اپنا مقررہ حصہ وصول کر لیں گی تو باقی ترکہ عصبہ کی حیثیت سے بہن کو ملے گا۔

(1) - ایک انحیانی (مادری) بھائی ہو یا ایک انحیانی بہن تو اس کا حصہ چھٹا حصہ ہے۔ اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان کا مجموعی حصہ ایک تہائی ہے جو مذکورہ مؤنث میں برابر تقسیم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :



وَإِنْ كَانَ زَجَلٌ ذُو رَحْمَةٍ لَّأُمَّرَأَةٌ دَلَّاحٌ أَوْ أُخْتٌ فَلَنْ نُجِدَ مِثْمَا السُّدُسِ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثَّلَاثِ ... ۱۲ ... سورة النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلاہ ہو (اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں" - [54]

علمائے کرام کا اجماع ہے کہ اس آیت میں انبیائی بھائی بہن کا بیان ہے، نیز سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت بھی یوں ہے:

"وراء أخ وأخت من أم"

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی رائے دلالت قرآن کی رو سے قرین قیاس ہے کہ صورت مذکورہ میں مذکر و مؤنث برابر ہوں۔

(2) - انبیائی بھائی بہن چھٹا حصہ تب لیتے ہیں جب ان میں تین شرطیں پائی جاتی ہیں:

1 - وارث اولاد (فرع) موجود نہ ہو۔

2 - میت کا باپ دادا وغیرہ (اصول) نہ ہوں۔

3 - انبیائی بھائی یا بہن ایک ہو۔

(3) - انبیائیوں کا تہائی ترکہ کا مستحق ہونا درج ذیل تین شرائط کے ساتھ ہے:

1 - انبیائی بھائی یا انبیائی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ مرد ہوں یا عورتیں یا دونوں ہوں۔

2 - وارث اولاد پاپیئہ کی اولاد موجود نہ ہو۔

3 - میت کا باپ دادا نہ ہو۔

انبیائی بھائی بہنوں کے درج ذیل خصوصی احکام ہیں:

1 - مذکر اور مؤنث تقسیم میں برابر برابر حصہ لیتے ہیں، یعنی ان میں کسی بیشی نہیں ہوتی۔ ایک ہونے کی صورت میں فرمان الہی یہ ہے:

وَإِنْ كَانَ زَجَلٌ ذُو رَحْمَةٍ لَّأُمَّرَأَةٌ دَلَّاحٌ أَوْ أُخْتٌ فَلَنْ نُجِدَ مِثْمَا السُّدُسِ ... ۱۲ ... سورة النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلاہ ہو (اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے" - [55]

اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ارشاد الہی یہ ہے:

وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثَّلَاثِ ... ۱۲ ... سورة النساء



"اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔ [56]

یاد رہے کہ جمہور کے ہاں "کلامہ شخص وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو اور باپ بھی موجود نہ ہو تو گویا کہ انہی انہیوں کے لیے میراث لینے کی یہ شرط ہوتی کہ میت کی اولاد اور باپ نہ ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اولاد سے مراد مذکورہ مؤنث دونوں ہیں۔ اسی طرح والد سے مراد باپ دادا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَمِنْ شَرِكائِ فِي الثَّمَنِ ... ۱۲ ... سورة النساء

"اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔ [57]

اس فرمان میں دلیل ہے کہ بھائیوں کو بہنوں پر حصے میں ترجیح نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ترکہ کے بارے میں سب کی شراکت بیان کی ہے اور شراکت کا اطلاق مساوات کا منقضي ہے۔

شاید اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ محض ایک عورت (والدہ) کی قرابت کی بنیاد پر وارث ہو رہے ہیں اور یہ قرابت ان کے مذکورہ مؤنث میں برابر ہے، لہذا حصے میں ترجیح کا کوئی معنی نہیں بخلاف باپ کی قرابت کے۔

2- یہ سب ماں کی موجودگی میں اپنا مقررہ حصہ لیتے ہیں جس کے واسطے سے ان کی میت سے قرابت ہے اور یہ بات قاعدہ عامہ کے خلاف ہے۔ قاعدہ عامہ یہ ہے کہ جب کوئی کسی واسطے سے میت سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اس واسطے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا جیسے نواسا۔

3- یہ جس کے واسطے سے حصہ لیتے ہیں اس کا حصہ کم کر دیتے ہیں، یعنی ان کی وجہ سے ماں کا حصہ تہائی سے کم ہو کر چھٹا رہا جاتا ہے اور یہ اس قاعدہ عامہ کے خلاف ہے جس میں ہے کہ واسطے کے ہوتے ہوئے وارث کو کچھ نہیں ملتا۔ واضح رہے دو یا زیادہ بھائی بہن ماں کا حصہ کم کرتے ہیں۔ ایک بھائی ہو یا ایک بہن وہ ماں کے حصے پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

4- یہ جس واسطے سے میت کے قرابت دار بنتے ہیں اس کی موجودگی میں وارث بنتے ہیں، یعنی وہ اپنی ماں کے ساتھ وارث ہوں گے جس کے واسطے سے وہ میت کے قریبی ہوتے ہیں۔ ان کے سوا دوسرے وارث اپنے رشتے دار کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے جیسے پوتا میت کے بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں بنتا۔ اور اسی مسئلہ میں دادی اور دادے کی ماں بھی شریک ہے کیونکہ وہ بھی اپنے بیٹے کی وجہ سے میت کی رشتہ دار بنتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ واسطے اس قرابت دار کو محروم نہیں کرتا جس کی وجہ سے وہ قرابت دار بنا ہے مگر اس وقت جب وہ نیا بنتا اس کا حصہ لیتا ہو۔

اور اگر وہ رشتے دار اپنے قریبی کا نیا بنتا حصہ نہ لے تو وہ محروم نہ ہوگا جیسا کہ انہی بھائیوں کا معاملہ ہے کیونکہ وہ ماں کی عدم موجودگی میں ماں کا حصہ نہیں لیتے۔ اس کے برعکس دادی اور دادے کی ماں نائب بن کر ماں کے حصے کی وارث بنتی ہیں۔

عصبات کا بیان

"عصبہ" عصب سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی "باندھنے گھیرنے اور تقویت پہنچانے کے ہیں"۔ "پگڑیوں کو" "عصائب" اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ سر کا احاطہ کرتی ہیں۔ عصبہ کا واحد "عاصب" ہے۔ عصبہ کا اطلاق واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب پر یکساں ہوتا ہے۔ کسی شخص کے باپ کی جانب سے قرابت دار عصبات کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انھوں نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہوتا ہے۔

علمائے فرائض کی اصطلاح میں "عاصب" وہ وارث ہے جس کا حصہ ترکہ میں مقرر نہ ہو۔ اور اگر وہ اکیلا ہو تو سارا مال لے لیتا ہے، اگر صاحب فرض کے ساتھ ہو تو صاحب فرض کا بچا



ہو مال لیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"انظروا انفراتض باہما، فما لقی قومواؤلی زجل ذکر"

"اصحاب الفروض کو ان کے حصے دو۔ پھر جو بیچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کو دو۔" [58]

(1)۔ عصبہ بنفسہ: اس قسم میں خاوند اور اخیانی بھائی کے سوا وہ مرد شامل ہیں جن کا میراث میں سے حصہ لینے پر علماء کا اجماع ہے اور وہ چودہ افراد ہیں جو یہ ہیں: بیٹا، پوتا اگر چہ نیچے ہو، باپ، دادا، سگا بھائی، سگے بھتیجے، علاقائی بھائی، علاقائی بھتیجے، سگا چچا، سگے چچے کے بیٹے، علاقائی چچا، علاقائی چچے کے بیٹے، آزاد کرنے والا اور آزاد کرنے والی۔

(2)۔ عصبہ بغیرہ، ہر وہ ذی فرض عورت ہے جو اپنے عصبہ بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے اور یہ چار عورتیں ہیں :

1۔ بیٹی، میت کے بیٹے کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔

2۔ پوتی اپنے درجے کے پوتے کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے۔ وہ اس کا سگا بھائی ہو یا اس کے چچا کا بیٹا یا اس کے نیچے کے درجے کا بیٹا۔ دونوں قسموں کی دلیل میں ارشاد ہے :

لَوْ صِيغُ اللَّذِيْ اَوْلِيُوْكُمْ لَلَّذِيْكَرْ مِثْلَ غَظِّ الْاَيْمِيْنِ... ۱۱ ... سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے" [59]

یہ آیت صلبی اولاد اور پوتوں کو شامل ہے۔

3۔ سگی بہن، جب اپنے سگے بھائی کے ساتھ ہو۔

4۔ علاقائی بہن، جب اپنے علاقائی بھائی کے ساتھ ہو۔

دونوں کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَ اِنْ كَانُوا اَخْوَةَ رِجَالٍ وَّ نِسَاءٍ فَلِلَّذِيْكَرْ مِثْلَ غَظِّ الْاَيْمِيْنِ... ۱۷۶ ... سورة النساء

"اور اگر کسی بھائی بہن، یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے مثل حصہ ہے۔" [60]

یہ آیت سگے بھائیوں اور علاقائی (پدری) بھائیوں کو شامل ہے۔

الغرض یہ چار مرد: بیٹا، پوتا، سگا بھائی اور علاقائی بھائی ان کے ساتھ ان کی بہنیں ان کے ساتھ عصبہ بننے کی وجہ سے میراث لیتی ہیں۔ ان کے علاوہ جو مرد ہیں ان کی بہنیں ان کے ساتھ عصبہ نہیں بنتیں، مثلاً: بھتیجیا، چچا اور چچے کا بیٹا۔

(2)۔ عصبہ مع غیرہ: یہ دو عورتیں ہیں :

1۔ سگی بہن۔



2- اور علاقائی بہن -

1- سگی بہن جب میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ ترکہ لیتے وقت شریک ہو، اسی طرح علاقائی بہن جب میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ ترکہ لیتے وقت شریک ہو بشرط یہ کہ سگی بہن یا سگا بھائی نہ ہو۔ اس کی دلیل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ فیصلہ ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہے اور یہی جمہور صحابہ و تابعین رضوان اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد آنے والے علماء کا فتویٰ ہے کہ سگی بہنیں یا علاقائی بہنیں بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے :

"سئل ابو موسیٰ عن بنت وابیہ ابن واخت قتال للبنات النصف ولاخت النصف وآت ابن مسعود فیما یعنی فسل ابن مسعود وأخبر بقول ابی موسیٰ قال لقد ضللت إذا وانا ما من المرءین اقصیٰ فیما ہما قضی الی صلی اللہ علیہ وسلم لایبہ النصف ولا یبہ ابن السدس بحمدہ العتین وما یتقی فلا تات"

"سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیٹی، پوتی اور بہن تینوں میں ترکہ تقسیم کیسے ہوگا؟ انھوں نے فرمایا: بیٹی اور بہن دونوں کو نصف نصف ترکہ ملے گا اور پوتی محروم ہوگی، پھر سائل سے کہا تم یہی مسئلہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو، نیز انھیں میرے فتوے سے بھی آگاہ کرنا، امید ہے وہ میری تائید فرمائیں گے، چنانچہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فتویٰ سن کر فرمایا: اگر میں بھی یہی فتویٰ دوں تو گمراہ ہوں گا ہدایت یا خستہ نہ رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ بیٹی کا حصہ نصف اور پوتی کا حصہ چھٹا ہے۔ (تا کہ دو ٹولٹ مکمل ہو) جبکہ باقی ترکہ (ایک تہائی) بہن کا ہے۔" [61]

(3) - عصبہ بنفسہ میں سے اگر کوئی اکیلا ہوگا تو وہ سارا مال لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

"وَنُورِثُ الشَّاهَانَ لِمَنْ لَمْ يَلِدْ وَأَنْتُمْ لَا تعلمون"

"اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کی اولاد نہ ہو۔" [62]

اس آیت میں بھائی کو بہن کے سارے مال کا وارث قرار دیا ہے اور یہ حکم تب ہے جب وہ اکیلا ہو۔

(4) - اگر اس کے ساتھ کوئی صاحب فرض ہو تو اصحاب الفرائض کو دے کر بچا ہو مال عصبہ کو ملے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"انحصار الفرائض بانہما، فما بقی فمؤذنی زعل ذکر"

"اصحاب الفروض کو ان کے حصے دو۔ پھر جو بچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کو دو۔" [63]

یاد رہے اگر اصحاب الفرائض کو دے کر مال باقی کچھ نہ بچے تو عصبات محروم ہو جاتے ہیں۔

(5) - عصبات کی پانچ جہات ہیں :

1- "بنوۃ" یعنی بیٹا، بیٹا، پر پوتنا وغیرہ۔

2- "الہوۃ" یعنی باپ، دادا، پردادا وغیرہ۔

3- "انحوة" یعنی سگا بھائی، علاقائی بھائی، سگے بھائی کا بیٹا، علاقائی بھائی کا بیٹا۔

4- "عمومۃ" یعنی سرگاہچا، علاقائی چچا، سگے چچے کا بیٹا، علاقائی چچے کا بیٹا۔



5- "ولاء" یعنی آزاد کرنے کے سبب آزاد کرنے والا شخص عقیق کا عصبہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِنَّمَا نَوْلًا لِمَنْ أَعْتَقَ"

"ولاء" اسے ملے گی جو آزاد کرے گا۔" [64]

(6)۔ اگر دو یا زیادہ عصبات جمع ہوں تو ان کی چار صورتیں ہیں:

- 1- دونوں اشخاص جہت، درجہ اور قوت میں برابر ہوں تو میراث میں دونوں شریک ہوں گے: بیٹے یا سگے بھائی یا چچے۔
- 2- اگر جہت میں مختلف ہوں تو قوی جہت والے کو دوسرے پر ترجیح ہوگی، لہذا بیٹا، باپ سے عصبہ کی حیثیت میں مقدم ہوگا۔
- 3- جہت میں متحد ہوں لیکن درجے میں مختلف ہوں، مثلاً: بیٹا اور پوتا دونوں جمع ہوں تو ترکہ بیٹے کو ملے گا پوتے کو نہیں کیونکہ بیٹا درجے میں قریب تر ہے۔
- 4- اگر جہت اور درجے میں دونوں متحد ہوں لیکن قوت درجے میں مختلف ہوں کہ ایک دوسرے سے قوی ہو تو قوی کو ترجیح ہوگی، مثلاً: سگ بھائی اور علاقائی بھائی دونوں ہوں تو سگ بھائی مقدم ہوگا کیونکہ اس کی نسبت ماں باپ دونوں کی طرف ہے جب کہ علاقائی کی نسبت صرف باپ کی طرف ہے۔

حجب کا بیان

علم میراث میں "حجب" کا باب بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس باب کی تفصیلی معرفت حاصل ہونے ہی سے حق والے کو اس کا حق دیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے عدم واقفیت خطرے کا موجب ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وارث کو غیر وارث یا غیر وارث کو وارث قرار دے دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ماہرین علم میراث کا کہنا ہے کہ جو شخص حجب کے بارے میں علم نہیں رکھتا اس کے لیے میراث کے مسائل میں فتویٰ دینا حرام ہے۔

"حجب" کے لغوی معنی "منع کرنے اور روکنے" کے ہیں۔ حجبا [65] (پردہ) اور حاجب بمعنی مانع ہے، بادشاہ کے دربان کو اسی وجہ سے حاجب کہتے ہیں۔

علمائے میراث کی اصطلاح میں حجب سے مراد یہ ہے: "کوئی وارث کسی دوسرے کی وجہ سے سہلے کل حصے سے یا زیادہ حصے سے محروم ہو جائے۔"

(1)۔ علم میراث میں حجب کی دو قسمیں ہیں:

- 1- حجبا اوصاف: جس شخص کو میراث کے تین موانع: غلامی، قتل اور اختلاف دین میں سے کوئی ایک مانع لاحق ہو۔ ایسا شخص وارث نہیں قرار پاتا۔ اس کا موجود نہ ہونے کے مترادف ہے۔
 - 2- حجبا اشخاص: کوئی وارث دوسرے وارث کی وجہ سے ترکہ سے بالکل محروم ہو جائے تو اسے "حجبا حرمان کہا جاتا ہے۔ اور اگر کسی وارث کو دوسرے وارث کی وجہ سے کم حصے ملے تو یہ حجبا نقصان ہے۔ چونکہ ان قسموں میں مانع شخص ہوتا ہے، اس لیے اسے حجبا اشخاص کا نام دیا گیا ہے۔
- حجبا اشخاص کی سات صورتیں ہیں۔ تین صورتوں میں کسی شخص کی وجہ سے وارث کا حصہ زیادہ کے بجائے کم ہو جاتا ہے اور چار صورتوں میں افراد کی تعداد بڑھ جانے سے ان کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ تفصیل یہ ہے:



- 1- کوئی وارث دوسرے کی وجہ سے صاحب فرض کی حیثیت سے زیادہ کے بجائے کم حصہ لے، مثلاً: اولاد کی وجہ سے خاوند نصف کے بجائے چوتھائی ترکہ کا حقدار ہے۔
- 2- کوئی وارث دوسرے وارث کی وجہ سے بحیثیت عصبہ زیادہ کے بجائے کم حصہ لے، مثلاً: بہن عصبہ مع الغیر کی بجائے عصبہ بالغیر بن جائے۔
- 3- کوئی صاحب فرض کسی دوسرے کی وجہ سے عصبہ بن کر کم حصہ لے، مثلاً بیٹی نصف کی بجائے (اپنے بھائی کے ساتھ) عصبہ بالغیر بن کر کم حصہ لے۔
- 4- کوئی عصبہ کے بجائے صاحب فرض بن کر کم حصہ لے، مثلاً: اولاد کی موجودگی میں میت کا باپ عصبہ کی بجائے صاحب فرض ہو جائے۔
- 5- ایک مقرر فرض حصے میں شرکاء کی تعداد بڑھ جائے، مثلاً: میت کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو چوتھائی یا آٹھواں حصہ سب میں برابر تقسیم ہو جائے۔
- 6- عصبہ کی حیثیت سے لینے والے شرکاء کی تعداد بڑھ جائے، مثلاً: میت کے بیٹے زیادہ ہوں اولاد کا حصہ سب میں بٹ جائے گا اور ہر ایک کا حصہ کم ہو جائے گا۔
- 7- عول کے سبب ورثاء کا حصہ کم ہو جائے۔ اس صورت میں ہر ایک کو اس کے مقررہ حصے سے کم ملتا ہے۔

(2)۔ جب کا دار و مدار چند قواعد پر ہے :

(3)۔ جو بھی میت سے رشتہ کسی دوسرے وارث کے واسطے سے رکھتا ہو تو وہ شخص اس واسطے کی موجودگی میں محجوب (محروم) ہوگا، مثلاً: پوتلی بیٹی کی موجودگی میں دادی، نانی ماں کی موجودگی میں دادا، باپ کی موجودگی میں اور بھائی، باپ کی موجودگی میں محروم ہوں گے۔

(4)۔ الاقرب فالاقرب، یعنی جب دو یا زیادہ عصبات جمع ہو جائیں تو جو جہت کے اعتبار سے مقدم ہوگا وہ وارث ہوگا، مثلاً: بیٹا بحیثیت عصبہ باپ سے مقدم ہوگا۔ اگر جہت میں دونوں مقدم ہوں تو قریب تر مقدم ہوگا، مثلاً: بیٹا اور دوسرے بیٹے کا بیٹا (پوتا) جمع ہوں تو بیٹا پوتے سے مقدم ہوگا کیونکہ وہ میت کے قریب تر ہے۔ سگا بھائی اور دوسرے بھائی کا بیٹا (بھتیجا) لکھے ہوں تو سگا بھائی مقدم ہوگا۔

اگر جہت اور قرابت میں برابر ہوں تو قوی تر رشتہ رکھنے والے کو ترجیح ہوگی، مثلاً: سگا بھائی علاقائی بھائی سے مقدم ہوگا کیونکہ سگے بھائی کی میت سے قرابت علاقائی بھائی سے دوگنا ہے۔

(5)۔ اس قاعدے کا تعلق جب حرمان سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اصول اصول ہی کی وجہ سے محجوب ہوتے ہیں، مثلاً: دادا میت کے باپ کی وجہ سے محجوب ہو جاتا ہے، دادی اور نانی میت کی ماں کی موجودگی میں محجوب ہوتی ہیں۔ اسی طرح قریب کا دادا بعید کے دادے کو اور قریب کی دادی بعید کی دادی کو محروم کر دیتی ہے۔

اسی طرح فروع فروع ہی کی وجہ سے محجوب ہوتے ہیں، مثلاً: پوتلی میت کے بیٹے کی موجودگی میں اور پوتلی پوتے کی موجودگی میں محروم ہوتا ہے۔ حواشی: بھائی، بھتیجے چچے اور ان کے بیٹے میت کے اصول، فروع اور حواشی کی وجہ سے محجوب ہو جاتے ہیں، مثلاً: بچا میت کے باپ بیٹے یا بھائی کی موجودگی میں محجوب (محروم) ہو جاتا ہے۔ اور علاقائی بھائی بیٹے، پوتے اور باپ کی موجودگی میں محجوب ہو جاتا ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق دادے کی وجہ سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سگے بھائی اور بہن، جب وہ عصبہ مع الغیر ہو، کی موجودگی میں بھی محروم ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ کہ علاقائی بھائی اصول، فروع اور حواشی کے سبب محروم ہو جاتا ہے۔

(5)۔ آخر میں ہم پھر ایک بار تلقین و تاکید کریں گے کہ علم میراث میں جب کا باب نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ میراث کے مسائل میں فتویٰ دینے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ اس باب کے قواعد و ضوابط کو اچھی طرح ذہن نشین کرے اس کی باریکیوں کو سمجھے تاکہ فتویٰ میں غلطی کا امکان نہ رہے اور میراث کے شرعی مسائل کا حل اور حقیقت بدل نہ جائے جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ مستحق محروم ہو جائے اور محروم وارث بن جائے۔



دادا کے ساتھ بھائیوں کی وارث بنانے کے احکام

اگر میت کے دادے کے ساتھ ایک یا زیادہ بھائی بہن موجود ہوں تو مشہور ائمہ کرام، یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں وارث قرار دینے کے بارے میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک اختیار کیا ہے۔ ان کے علاوہ ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اہل علم کا بھی یہی مسلک ہے۔

اس مسلک کا حاصل یہ ہے کہ دادے کے ساتھ شریک ہونے والے بھائی صرف یعنی ہوں گے یا صرف علاقائی یا دونوں قسم کے۔ اگر صرف ایک قسم کے بھائی ہوں تو دادے کی دو حالتیں ہوں گی:

1- دادے اور بھائی کے ساتھ کوئی صاحب فرض شریک نہ ہو، چنانچہ اس کی پھر تین حالتیں ہیں ان میں سے جو حالت بہتر ہوگی اس کی روشنی میں اسے حصہ ملے گا۔

(1)۔ تہائی مال کے بجائے مقاسمت (دادے کو بھائیوں کی طرح ایک بھائی فرض کر کے مال تقسیم کرنا مقاسمت کہلاتا ہے) کی صورت میں اسے حصہ دیا جائے گا۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ بھائی دادے سے نصف یا نصف سے کم مال لیں۔ اس کی پانچ صورتیں ہیں:

پہلی صورت: دادا اور بہن۔۔۔ اس صورت میں مقاسمت کے ساتھ دادے کا حصہ دو تہائی ہے کیونکہ بہن کے لیے تہائی ہے۔

دوسری صورت: دادا اور بھائی۔۔۔ اس صورت میں دادے کے لیے نصف ترکہ ہے۔

تیسری صورت: دادا اور دو بہنیں۔۔۔ اس صورت میں بھی دادے کا حصہ نصف ہے۔

چوتھی صورت: دادا اور تین بہنیں۔۔۔ اس صورت میں دادے کے لیے 2/5 حصہ ہے جو تہائی سے زائد ہی ہے۔

پانچویں صورت: دادا، ایک بھائی اور ایک بہن۔۔۔ اس صورت میں بھی ارادے کا وہی حصہ ہے جو ابھی چوتھی صورت میں بیان ہوا ہے۔

(2)۔ دادے کو مقاسمت سے دیا جائے یا کل ترکہ کا تہائی، دونوں صورتوں میں اس کا یکساں حصہ ہے۔ اس حالت میں بھائیوں کو دادے سے دو گنا ملتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت: دادا اور دو بھائی۔

دوسری صورت: دادا، بھائی اور دو بہنیں۔

تیسری صورت: دادا اور چار بہنیں۔

ان صورتوں میں دادے کے لیے مقاسمت اور ثلث برابر ہیں، یعنی دونوں حالتوں میں ایک تہائی ہی ملے گا۔

اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ گذشتہ حالت میں مقاسمت کا اعتبار کرتے ہوئے دادے کو عصبہ قرار میں گے یا تہائی کا اعتبار کرتے ہوئے صاحب فرض کہیں گے یا مقاسمت اور تہائی دونوں کا اعتبار کرتے ہوئے عصبہ یا فرض کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ بعض علماء نے تہائی کا اعتبار کرتے ہوئے اسے صاحب فرض تسلیم کیا ہے نہ کہ مقاسمت کا اعتبار کرتے ہوئے عصبہ کیونکہ صاحب فرض کی حیثیت سے ترکہ لینا اگر ممکن ہو تو عصبہ کی نسبت قوی تر ہے کیونکہ صاحب فرض عصبہ پر مقدم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔



(3)۔ دادے کے لیے تہائی ترکہ مقاسمت کی نسبت بہتر ہو تو وہ صاحب فرض کی حیثیت سے لے گا۔ اس میں بھائیوں کا حصہ دادے سے دوگنا ہوتا ہے۔ اس حالت کی صورتیں پہلی دو حالتوں کی طرح محدود نہیں ہیں۔

اس حالت میں جس قدر صورتیں ہیں ان میں بھائیوں کی تعداد کم از کم یوں ہو سکتی ہے: دادا، دو بھائی اور ایک بہن یا دادا اور پانچ بہنیں یا دادا، ایک بھائی اور تین بہنیں، جبکہ باقی صورتوں میں بہن بھائیوں کی تعداد اس سے بڑھ کر ہے اور وہ غیر محدود صورتیں ہیں۔

2۔ دادا اور بھائیوں کے ساتھ کوئی صاحب فرض ہو۔

اس حالت کی روشنی میں بھائیوں ساتھ دادے کی سات حالتیں ہیں جو اجمالاً یہ ہیں:

1۔ تعین مقاسمت۔

2۔ تعین باقی مال کا ثلث، یعنی صاحب فرض کو مقررہ حصہ دے کر جو باقی بچے اس کی تہائی۔

3۔ کل مال کا چھٹا حصہ۔

4۔ مقاسمت یا ثلث ما بقی دونوں کا یکساں ہونا۔

5۔ مقاسمت یا کل مال کا چھٹا حصہ دونوں کا یکساں ہونا۔

6۔ ثلث ما بقی ہو یا کل مال کا چھٹا حصہ دونوں کا یکساں ہونا۔

7۔ مقاسمت، کل مال کا چھٹا حصہ اور ثلث باقی تینوں کا یکساں ہونا۔ اب ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حالت :-

دادے کے حق میں ثلث الباقی ہو یا کل مال کا چھٹا دونوں کی نسبت مقاسمت بہتر ہو۔ مثلاً: خاوند، دادا اور بھائی اس صورت میں فرض حصے کی مقدار نصف کے برابر ہوتی ہے، نیز بھائیوں کی تعداد دادے کے دوگنا سے کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں مقاسمت کی تعین کیوجہ یہ ہے کہ اولاً خاوند کو نصف ملے گا۔ پھر باقی نصف مال دادے اور بھائی میں تقسیم ہوگا۔ جب مقاسمت کی بنا پر دادے کو ایک بھائی فرض کیا تو اس طرح سے کل مال کا چوتھا حصہ ملا جو (خاوند کو اس کا مقررہ حصہ جینے کے بعد) ثلث الباقی اور کل مال کے چھٹے حصے سے زیادہ ہے۔

صورت مسئلہ میں جب صاحب فرض کو دو میں سے ایک سہم دیا تو ایک سہم باقی بیچ گیا جو دادے اور بھائی دونوں پر بلاکسر (پورا پورا) تقسیم نہیں ہوتا، لہذا تصحیح کی غرض سے دو کو اصل مسئلہ، یعنی دو سے ضرب دی گئی حاصل ضرب چار ہوئے خاوند کو اولاد میں سے ایک ملا تھا تو اسے جب دو سے ضرب دی تو اسکے چار میں سے دو سہام ہو گئے جبکہ دادے اور بھائی دونوں کو پہلے صرف ایک سہم ملا تھا جب اسے بھی دو سے ضرب دی تو اب دونوں کے مجموعی طور پر دو ہو گئے۔ اب ہر ایک کو ایک ایک سہم مل گیا۔ الغرض اس صورت میں دادے کو مقاسمت سے چوتھائی حصہ ملا جو کل مال کے چھٹے اور باقی کے ثلث سے زیادہ ہے۔ اصل مسئلہ 2 سے جبکہ تصحیح 4 سے ہوگی۔

حل: $4 = 2 * 2$



خاوند۔۔۔ 1/2۔ دادا۔ 1 بجائی۔ 1

دوسری حالت :-

باقی مال کا ٹلٹ دونوں صورتوں، یعنی مقاسمت اور کل مال کے چھٹے حصے سے بہتر ہو۔

مثال : ماں، دادا اور پانچ بجائی۔ اس صورت میں فرض حصے کی مقدار نصف سے کم ہوتی ہے، نیز بجائیوں کی تعداد دادے کے دو گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس حالت میں ٹلٹ الباقی کی تعیین کی وجہ یہ ہے کہ اولاً ماں کو چھٹا حصہ ملے گا، پھر باقی پانچ حصے دادے اور پانچ بجائیوں میں تقسیم ہوں گے۔ دادے کو ٹلٹ الباقی، یعنی 1 صحیح 2 بٹا 3 ملا جو مقاسمت اور چھٹے حصے سے زیادہ ہے، البتہ صاحب فرض کا حصہ ادا کر کے باقی مال کا تہائی بلا کسر حاصل نہیں ہوتا، لہذا تہائی کے مخرج، یعنی تین کو اصل مسئلہ، یعنی چھ سے ضرب دی تو حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے۔ ماں کو اصل مسئلہ سے ایک ملا تھا جب سے تین سے ضرب دی تو اس کے تین حصے ہو گئے۔ اس طرح دادے کو پانچ مل گئے جو کہ باقی مال کی تہائی ہے اور باقی دس حصے پانچ بجائیوں میں یوں تقسیم کیے کہ ہر ایک کو دو دو مل گئے۔ الغرض اس صورت میں باقی کا ٹلٹ مقاسمت اور کل مال کے چھٹے حصے سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔

حل : $18 = 6 * 3$

ماں۔ 1۔ 3۔ دادا۔ 1 صحیح 2 بٹا 3۔ 5۔ 5۔ 5 بجائی۔ 3 صحیح 1 بٹا 3۔ 2/10۔

تیسری حالت :-

کل مال کا چھٹا حصہ دونوں صورتوں، یعنی مقاسمت اور ٹلٹ الباقی سے بہتر ہو۔

مثال : خاوند، ماں، دادا اور دو بجائی۔ اس صورت میں فرض حصہ دو تہائی ہوتا ہے نیز بجائیوں کی تعداد دادے سے زیادہ ہوتی ہے اگرچہ ایک بہن ہی کا اضافہ کیوں نہ ہو۔ اس حالت میں مال کے چھٹے حصے کی تعیین کی وجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف اور ماں کو چھٹا حصہ دینے کے بعد دادے اور بجائیوں کے لیے مجموعی طور پر دو حصے بچتے ہیں۔ یہاں بلاشبہ چھٹا حصہ باقی ٹلٹ اور مقاسمت سے زیادہ ہے لیکن ایک حصہ دو بجائیوں پور پوراً تقسیم نہیں ہوتا، لہذا دو (تعداد افراد) کو اصل مسئلہ چھ سے ضرب دی تو حاصل ضرب بارہ (12) ہوئے۔ اسی عدد سے مسئلے کی تصحیح ہوگی۔

خاوند کے پاس پہلے تین تھے جب دو سے ضرب دی تو کل چھ سہام ہو گئے۔ ماں کو اصل مسئلے سے ایک ملا تھا اب اس کے دو سہام ہو گئے۔ اس طرح دادے کے بھی دو ہوئے جبکہ دونوں بجائیوں کو اصل مسئلے سے مجموعی طور پر ایک سہم (حصہ) ملا تھا اب دو ہو گئے۔ گویا ہر ایک کو ایک ایک سہم مل گیا۔ الغرض اس مثال میں کل مال کا چھٹا حصہ باقی دونوں صورتوں، یعنی مقاسمت اور ٹلٹ الباقی سے بہتر ہے۔

حل : $12 = 6 * 2$ ۔۔۔ خاوند۔ 3۔ 6۔ ماں۔ 1۔ 2۔ دادا۔ 1۔ 2۔ 2 بجائی۔ 1۔ 1 بٹا 2۔

چوتھی حالت :-

مقاسمت ہو یا ٹلٹ باقی دونوں صورتیں کل مال کے چھٹے حصے سے بہتر ہیں۔

مثال : ماں، دادا اور دو بجائی۔ اس صورت میں فرض حصہ نصف سے کم ہوتا ہے، نیز بجائیوں کی تعداد دادے سے دو گنا ہوتی ہے۔ اس حالت میں مقاسمت اور ٹلٹ الباقی کے



یکساں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ماں کو چھٹا حصہ دینے کے بعد باقی پانچ حصے دادے اور دو بھائیوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اس میں ثلث الباقی 1 صحیح 2 بٹا 3 حصہ ہے۔ جو مقاسمت کے مساوی ہے لیکن ثلث الباقی بلا کسر حاصل نہیں ہوتا، لہذا تہائی کے مخزج، یعنی تین کو اصل مسئلہ چھ سے ضرب دی۔ اس طرح حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے۔ ماں کو اصل مسئلے سے ایک ملا تھا اسے تین سے ضرب دی تو تین ہو گئے۔ باقی پندرہ بچ گئے۔ دادا کو مقاسمت یا ثلث الباقی کو بنیادی پر پانچ مل گئے جبکہ دونوں بھائیوں کو مجموعی طور پر دس ملے۔ ہر ایک کو پانچ پانچ مل گئے۔

$$\text{حل: } 18 = 6 * 3$$

ماں: 1-3-1 دادا: 1 صحیح 2 بٹا 3-5-2 بھائی: 3 صحیح 1 بٹا 3-5/10

اس مثال میں چھٹا حصہ دینے کے بجائے مقاسمت اور ثلث باقی دینا ادارے کے حق میں زیادہ بہتر ہے، نیز دونوں صورتوں میں حصہ یکساں ہے۔

پانچویں حالت :-

مقاسمت ہو یا کل مال کا چھٹا حصہ ادارے کے لیے یہ دونوں ثلث باقی سے بہتر ہوں۔

مثال: خاوند، دادی، دادا اور بھائی۔ اس صورت میں فرض حصہ دو تہائی کے برابر ہوتا ہے، نیز دادے کے ساتھ بھائی ایک ہی ہوتا ہے۔ اس حالت میں مقاسمت اور کل مال کے چھٹے کے یکساں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف اور دادی یا باقی کو چھٹا حصہ دینے کے بعد دادا اور بھائی کے لیے دو سہام بچتے ہیں۔ اب دادے کو مقاسمت سے دس یا کل مال کا چھٹا حصہ دونوں صورتوں میں ایک ہی سہم ملتا ہے اسی طرح بھائی کے لیے بھی ایک ہی سہم ہے۔

$$\text{حل: ٹوٹل: 6- خاوند- 3- دادی- 1- دادا- 1- بھائی- 1}$$

اس صورت میں دادے کو مقاسمت یا کل مال کا چھٹا دس دونوں صورتوں میں یکساں ہے جو باقی کے تہائی سے زیادہ ہے۔

چھٹی حالت :-

کل مال کا چھٹا حصہ دیا جائے یا باقی کا تہائی دونوں اعتبار سے دادے کو یکساں اور مقاسمت سے زیادہ حصہ ملتا ہو۔

مثال: خاوند، دادا اور تین بھائی۔ اس صورت میں فرض حصہ نصف ملتا ہے، نیز بھائیوں کی تعداد دادے کے دو گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس حالت میں کل مال کا چھٹا اور ثلث الباقی کے یکساں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف دینے کے بعد باقی نصف دادے اور تین بھائیوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس صورت میں کل مال کا چھٹا اور ثلث الباقی دونوں برابر ہوں گے، البتہ باقی مال میں سے ثلث الباقی بلا کسر حاصل نہیں ہوتا، لہذا ثلث کے مخزج، یعنی تین کو اصل مسئلہ، یعنی دو سے ضرب دی۔ حاصل ضرب چھ ہوئے۔ اسی عدد سے مسئلے کی تصحیح ہوگی۔ خاوند کو اصل مسئلے سے ایک سہم ملا تھا جب اسے تین سے ضرب دی تو خاوند کو تین سہام ملے۔ تین سہام باقی بچ گئے۔ دادے کو ایک مل گیا جو ثلث الباقی ہے اور یہی کل مال کا چھٹا حصہ بھی ہے۔ بھائیوں کو دو سہام ملے جبکہ ان کی تعداد تین ہے۔ یہ پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے، لہذا تصحیح کرتے ہوئے تین کو چھ سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب اٹھارہ ہوئی جو تصحیح ثانی کھلائی۔ خاوند کو پہلے تین ملے تھے اب تین سے ضرب دی تو اس کے نو سہام ہو گئے۔ دادے کو ایک ملا تھا تو اس کے تین جبکہ تینوں بھائیوں کے مجموعی سہام چھ ہوئے اس طرح ہر ایک کو دو دو مل گئے۔

$$\text{حل: } 18 = 6 * 3 = 3 * 3$$

خاوند: 1-3-9-دادا-1-1-3-3-بھائی-2-2-6/2-

اس حالت میں دادے کو کل مال کا چھٹا دیا جائے یا باقی کا تہائی دونوں صورتوں میں یکساں حصہ ملتا ہے جو تقاسم سے زیادہ ہے۔

ساتویں حالت :-

تینوں امور تقاسم باقی مال کا تہائی اور کل مال کا چھٹا حصہ برابر ہوں۔

مثال: خاوند، دادا اور دو بھائی۔ اس صورت میں فرض حصہ نصف کے برابر ہوتا ہے نیز بھائیوں کی تعداد دادے سے دو گنا ہوتی ہے۔

حل :- $6 = 3 * 2$

خاوند: 1-3-دادا: 1-3-بھائی: 2-3-2/1-

اس حالت میں تینوں امور کے برابر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف دینے کے بعد باقی نصف دادا اور دو بھائیوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس میں ثلث الباقی، تقاسم اور کل مال کا چھٹا حصہ سبھی امور برابر ہوتے ہیں لیکن ثلث الباقی بلا کسر حاصل نہیں ہوتا، لہذا اصل مسئلے کو ثلث کے مزج، یعنی تین کو اصل مسئلہ دو سے ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب چھ ہوں گے۔ خاوند کو پہلے ایک ملا تھا جب تین سے ضرب دی تو تین سہام ہوئے۔ باقی تین بچ گئے۔ دادا کو ہر حال میں ایک سہم ملا جبکہ باقی دو دونوں بھائیوں میں تقسیم ہوں گے۔ ہر ایک کو ایک ایک سہم ملے گا۔

مُعادہ کا بیان

پہلے باب میں اس موضوع پر بحث کی گئی تھی کہ دادے کا اس وقت کیا حصہ ہے جب میت کے عینی یا صرف علاقائی بھائی موجود ہوں۔ اب ہم اس باب میں بتائیں گے کہ اگر میت کے دادے کے ساتھ اس کے دونوں قسم کے بھائی عینی اور علاقائی جمع ہوں تو عینی بھائی دادے کا حصہ کم کرنے کی خاطر اور اپنی تعداد بڑھانے کے لیے علاقائی بھائیوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ جب دادا ترکہ میں سے اپنا حصہ وصول کر لے تو عینی بھائی اپنے علاقائی بھائیوں کی طرف رجوع کریں اور جو کچھ مال ترکہ ان کے ہاتھوں میں آیا عینی بھائی اسے بھی سمیٹ لیں، البتہ اگر ایک عینی بہن ہوئی تو وہ اپنا کامل حصہ، یعنی نصف ترکہ لے گی اور جو باقی بچے گا وہ علاقائیوں کو ملے گا۔

دادے کے مقابلے میں عینی اور علاقائی بھائی متحد ہوں گے کیونکہ دونوں باپ کی جہت میں مشترک ہیں۔ عینی بھائیوں میں ماں کی جہت زائد ہے جو دادے کی وجہ سے محجوب ہوتی ہے (جیسا کہ دادے کی موجودگی میں انخیاہی بالاتفاق محروم ہیں)، لہذا دادے کے مقابلے میں علاقائی بھائی بھی تقسیم ترکہ میں شامل ہوں گے تاکہ دادے کے حصے میں کمی کرنے کے لیے تقاسم کے بجائے اسے تہائی یا باقی مال کی تہائی یا کل مال کا چھٹا حصہ دیا جائے۔

(1)۔ عینی بھائی اپنے علاقائی بھائیوں کو اپنے ساتھ شامل کریں گے، پھر دادے کو کہیں گے کہ آپ کے مقابلے میں ہم دونوں (عینی اور علاقائی) ایک مرتبہ رکھتے ہیں، لہذا تقسیم کے وقت علاقائی ہمارے ساتھ شریک ہوں گے اور ہم ساتھ ملا کر تمہاری مزاحمت کریں گے، پھر وہ علاقائی بہن بھائیوں کو کہتے ہیں تم ہمارے وارث نہیں ہو ہم نے تمہیں تقاسم میں اپنے ساتھ صرف اس لیے شامل کیا تھا کہ دادے کا حصہ کم ہو جائے۔ اب تمہارا حصہ بھی ہمارا ہے گویا ہمارے ساتھ دادا موجود ہی نہیں [66]

مُعادہ کی ضرورت کب ہوتی ہے؟



معاہدہ کی ضرورت تب ہوتی ہے جب معنی بھائیوں کا حصہ دادے سے دوگنا نہ ہو۔ اور صاحب فرض کو دے کر چوتھائی ترکہ سے زیادہ بچ جائے۔ اگر ان کا حصہ دادے سے دوگنا یا زیادہ ہو تو معاہدہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

معاہدہ کی صورتیں

معاہدہ کی کل اڑسٹھ صورتیں ہیں جن کی تفصیل کتب مطولہ میں موجود ہے۔

کیا معاہدہ کی کسی صورت میں عینی کے ساتھ علاقی کا حصہ ہے؟

جب ایک عینی بھائی یا دو عینی بہنیں ہوں یا زیادہ ہوں تو علاقوں کے لیے باقی بچا ہوا حصہ لینے کا کوئی تصور ہی نہیں۔ اگر ایک عینی بہن ہو تو اسے اس کا مقرر نصف ترکہ لے گا اگر بچ گیا تو علاقوں کو مل جائے گا (ورنہ نہیں)۔

جن صورتوں میں علاقوں کے لیے کچھ بچتا ہے وہ چار صورتیں ہیں جو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے زیدیات اربع کہلاتی ہیں۔ [671] چار صورتیں یہ ہیں:

(2) - "عشرینہ" اس صورت مسئلہ میں ارکان یہ ہیں: دادا، ایک عینی بہن اور ایک علاقی بھائی۔

حل: $10 = 5 * 2$

دادا: 2-4- عینی بہن: 2 صحیح 1-2-5- علاقی بھائی: 1-2-1-

وضاحت :-

اس صورت کا اصل مسئلہ 5 سے بنتا ہے۔ عینی بہن کا حصہ نصف ہے جس کی وجہ سے عینی بہن کے حصے میں کسر واقع ہوتی ہے، اس لیے اس کسر کے مخزج دو (2) کو اصل مسئلہ، یعنی پانچ (5) سے ضرب دی تو صحیح دس (10) سے ہوئی۔ اس لیے اس مسئلہ کو "عشرینہ" کہا جاتا ہے۔ دادے کو دو خمس (چارہلے۔ عینی بہن کو نصف حصہ (پانچہلے۔ باقی ایک بچا وہ علاقی بھائی کو مل جائے گا۔

"عشرینہ" اس صورت مسئلہ میں ارکان یہ ہیں: دادا یعنی بہن اور دو علاقائی بہنیں۔

حل: $20 = 2 * 10 = 5 * 2$

دادا: 2-4-8- عینی بہن: 2 صحیح 1-2-5-10- علاقی بھائی: 1-2-1-2-

وضاحت :-

اس صورت مسئلہ کی صحیح پہلے دس پھر میں کے ساتھ ہوئی، اس لیے اس کو "عشرینہ" کہتے ہیں۔



(3) - مختصر زید: ارکان مسئلہ یہ ہیں: ماں، دادا، عینی بہن، ایک علاقائی بھائی اور ایک علاقائی بہن۔

$$\text{حل: } 6 \times 6 = 36 = 108/2 = 54$$

ماں: 1-6-18-9

دادا: 5-10-30-15

عینی بہن: 5-18-54-27

علاقائی بھائی: 5-2-4-2

علاقائی بہن: 5-2-2-1

وضاحت اس مسئلہ کی تصحیح پہلے 36 سے ہوئی، پھر 108 کے ساتھ ہوئی، پھر اختصار کی خاطر 54 کے ساتھ ہوئی اسی لیے اسے مختصر زید کہا جاتا ہے۔

(4) - "تسعینیہ زید": ارکان مسئلہ یہ ہیں: ماں، دادا عینی بہن، دو علاقائی بھائی اور ایک علاقائی بہن۔

$$\text{حل: } 3 \times 6 = 18 = 90/5$$

ماں: 1-3-15

دادا: 5-5-25

عینی بہن: 5-9-45-2

علاقائی بھائی: 5-9-4

ایک علاقائی بہن: 5-1-1

وضاحت :-

اس مسئلہ کی تصحیح اول 18 اور تصحیح ثانی 90 کے ساتھ ہوئی، اس لیے اس مسئلہ کو "تسعینیہ" کہا جاتا ہے۔

نوٹ :- دامن کتاب تنگ ہونے کی وجہ سے ہم نے حساب، مناسخت اور تقسیم ترکہ کے ابواب چھوڑ دیے ہیں۔ اس کے لیے آپ علم الفرائض کی کتب کی طرف رجوع

فرمائیں۔ [68]

[1] - الانفال: 8/75-



[2] - النساء: 4/12 -

[3] - صحیح ابن حبان (الاحسان) 7/4929 والمستدرک للحاکم 4/379 - حدیث 7990 - 7991 -

[4] - صحیح البخاری الزکاة باب الصدقة علی مولی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 1493 - و صحیح مسلم العتق باب بیان ان الولاہ اعتمق حدیث 1504 - واضح رہے آزاد کردہ شخص کی ولاء اس کو آزاد کرنے والے یا اس کے عصباء کو تب ملتی ہے جب آزاد کردہ کا اپنا کوئی نسبی عصبہ نہ ہو۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھئے تقسیم المواریث - (صارم)

[5] - النساء: 4/11 -

[6] - النساء: 4/11 -

[7] - النساء: 4-176 -

[8] - النساء: 4/12 -

[9] - صحیح البخاری، الفرائض باب میراث الولد ایہ وامہ حدیث 6732 - و صحیح مسلم الفرائض باب الخفوا الفرائض بالملحفا فما یبقی فلا ولی رجل ذکر حدیث 1615 -

[10] - النساء: 4-12 -

[11] - صحیح ابن حبان (الاحسان) 7/4929 والمستدرک للحاکم 4/379 - حدیث 7990 - 7991 -

[12] - صحیح البخاری الزکاة باب الصدقة علی مولی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 1493 - و صحیح مسلم العتق باب بیان ان الولاہ اعتمق حدیث 1504 -

[13] - النساء: 4/11 -

[14] - النساء: 4/11 -

[15] - سنن ابی داؤد الفرائض باب فی الحدۃ حدیث: 2895 -

[16] - النساء: 4/12 -

[17] - النساء: 4/176 -

[18] - النساء: 4/12 -

[19] - صحیح البخاری الزکاة باب الصدقة علی مولی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 1493 - و صحیح مسلم العتق باب بیان ان الولاہ اعتمق حدیث 1504 -

[20] - بیوی کی اولاد، نواہ موجود شوہر سے ہو یا سابق شوہر سے ہو۔

[21] - النساء: 4-12 -



[22] - خاوند کی اولاد موجودہ بیوی سے ہو یا کسی اور بیوی سے جو زندہ ہو یا فوت ہو گئی ہو۔ (صارم)

[23] - النساء: 4/11-

[24] - النساء: 4/11-

[25] - النساء: 4/11-

[26] - صحیح البخاری، الفرائض باب میراث الولد ایہ وامہ حدیث 6732۔ و صحیح مسلم الفرائض باب الحنفو الفرائض بالحلحفا فالبقی فلا ولی رجل ذکر حدیث 1615۔

[27] - جو صاحب علم اس مسئلے میں تفصیل کا طالب ہو وہ تفہیم المواریث "کا مطالعہ کرے۔ (صارم)

[28] - النساء: 4/11-

[29] - النساء: 4/11-

[30] - مجموع الفتاویٰ: 198-16/197۔ بتصرف۔

[31] - جہد فاسد وہ ہے جس کے اور میت کے درمیان واسطہ عورت ہو مثلاً: نانا یا دادی کا باپ وغیرہ۔ (صارم)

[32] - (ضعیف) سنن ابی داؤد الفرائض باب فی الجدة حدیث 2894 و جامع الترمذی الفرائض باب ماجاء فی المیراث الجدة حدیث 2101۔ سنن ابن ماجہ الفرائض باب فی الجدة حدیث 2724۔ و مسند احمد 2254-226۔

[33] - (ضعیف) سنن ابی داؤد الفرائض باب فی الجدة حدیث 2895۔

[34] - مجموع الفتاویٰ: 31/352۔

[35] - مثلاً: انحیاتی بھائی اور انحیاتی بہنیں ماں کی موجودگی میں بھی حالانکہ وہ واسطہ ہے وارث ہو جاتے ہیں۔ (صارم)

[36] - (ضعیف) جامع الترمذی الفرائض باب ماجاء فی میراث الجدة مع اسنخا، حدیث 2102۔

[37] - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ داوی کو اس کے بیٹے (میت کے باپ) کی موجودگی میں وارث نہیں بناتے تھے۔ (صارم)

[38] - مجموع الفتاویٰ: 16/204۔

[39] - النساء: 4/11-

[40] - النساء: 4/11-



[41]- جامع الترمذى الفرائض باب ما جاء فى ميراث البنات، حديث: 2092 وسنن ابى داود الفرائض باب ما جاء فى ميراث الصلب حديث 2891، 2892- وسنن ابن ماجه، الفرائض، باب فرائض الصلب، حديث: 2720، ومسند احمد: 3/352-

[42]- النساء: 4/176-

[43]- النساء: 4/12-

[44]- النساء: 4-176-

[45]- النساء 4-176-

[46]- النساء: 4/176-

[47]- النساء: 4-176-

[48]- النساء 4-176-

[49]- النساء 4-176-

[50]- صحيح البخارى الفرائض باب ميراث ابنته ابن مع ابنته حديث: 6736-

[51]- النساء 4-176-

[52]- النساء: 4/11-

[53]- صحيح البخارى الفرائض باب ميراث ابنته ابن مع ابنته حديث 6736-

[54]- النساء: 4/12-

[55]- النساء: 4/12-

[56]- النساء: 4/12-

[57]- النساء: 4/12-

[58]- صحيح البخارى، الفرائض باب ميراث الولدايه وامه حديث 6732- و صحيح مسلم الفرائض باب الحنوف الفرائض بالحلها فما بقى فلاولى رجل ذكر حديث 1615-

[59]- النساء: 4/11-

[60]- النساء 4-176-



[61] - صحیح البخاری الفرائض باب میراث ابنتہ ابن مع ابنتہ حدیث 6736۔

[62] - النساء: 4: 176

[63] - صحیح البخاری، الفرائض باب میراث الولد ایہ وامہ حدیث 6732۔ و صحیح مسلم الفرائض باب الحنفو الفرائض بالحلھا فما بقی فلا ولی رجل ذکر حدیث 1615۔

[64] - صحیح البخاری، البیوع، باب الشراء والبیع مع النساء حدیث: 2155، و صحیح مسلم، العتق، باب بیان ان اللواء لمن اعتمق، حدیث: 1504۔

[65] - قرآن مجید میں ہے: "كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَلْمِزُوْنَ" (المطففين: 83: 15) "ہرگز نہیں! یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ (پردے) میں رکھے جائیں گے۔"

[66] - العذاب الفأض: 114/1۔

[67] - یہ تقسیم موصوف کے مسلک کے مطابق ہے۔

[68] - ان الجواب کو سمجھنے کے لیے عربی کتاب "فہم الموارث" جس کا اردو ترجمہ "تفہیم الموارث" کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ (صارم)

هدا ما عہدی والتدا علم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

وراثت کے مسائل: جلد 02: صفحہ 188